روز خندق علی بن ابی طالب کا عمر بن عبد ود سے جنگ کرنا روز قیامت تک میری امت کے تمام اعمال سے افضل ہے

بسم الله الرحمن الرحيم والصلاة والسلام على محمد وآله الطاهرين واللعن الدائم على

أعداهم ،ومخالفيهم ، ومعانديهم ، وظالميهم ، ومنكري فضائلهم ومناقبهم ، ومدّعي مقامهم ومراتبهم ،من الأولين والأخرين أجمعين إلى يوم الدين-

قَالَ رَسُولُ اللّهِ صَلّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ : لَمُبَارَزَةُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ لِعَمْرِو بْنِ عَبْدِ وُدٍّ يَوْمَ الْخَنْدَقِ أَفْضَلُ مِنْ أَعْمَالِ أُمّتِي إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا کہ روز خندق علی بن ابی طالب کا عمر بن عبد ود سے جنگ کرنا روز قیامت تک میری امت کے تمام اعمال سے افضل ہے

تحریر: سید ابو ہشام نجفی

ترتیب: علی ناصر

نشر و اشاعت: تحفظ عقائد تشیع ٹیم

جنگ خندق کے موقعہ پر جب عمرو بن عبد ود خندق پار کر کے مسلمانوں کو جنگ کے لیے للکار رہا تھا اور تعنے دے رہا تھا اس وقت کسی بھی صحابی کی ہمت اس سے مقابہ کی نہیں ہو رہی تھی انہوں نے خاموشی میں ہی عافیت سمجھی فقط ایک مرد مجاہد تھا جس نے عمرو سے مقابلہ کے لیے اللہ سبحانہ تعالی کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم سے جنگ کی اجازت طلب کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم سے اجازت پاکر امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہما السلام میدان قتال میں تشریف لائے اور عمرو کو اسلام کی دعوت دی اور جب اس نے جنگ کے سوا کسی اور راستہ کو اختیار نہیں کیا تو آپ نے اس سے جہاد کیا اس نے آپ پر سخت حملہ کیا جسے آپ نے ناکام کر دیا اور اپنی صرف ایک ہی وار میں اس کو دو حصوں میں برابر تقسیم کر دیا، اس کے قتل سے مسلمانوں کو خاصی راحت نصیب ہوئی، جان میں جان آئی، امیرالمومنین علیہ السلام کے اس وار میں وہ کمال اخلاص تھا جس کی نظیر نہیں، آپ کا یہ عمل فقط اور فقط اللہ سبحانہ تعالی کی رضا کی خاطر تھا چنانچہ اللہ سبحانہ تعالی نے بھی آپ کے لیے وہ اجر تجویز کیا جس کی نظیر اس لے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم نے فرمایا کہ علی علیہ السلام کا روز خندق عمرو بن عبد ود سے مقابلہ میری امت کے صبح قیامت تک کے اعمال سے افضل ہے ،امام اہل سنت نے با سند صحیح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم سے اس حدیث مبارکہ کو نقل کیا ہے:

حَدَّثَنَا لُؤْلُؤُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمُقْتَدِرِيُّ ، فِي قَصْرِ الْخَلِيفَةِ بِبَغْدَادَ ، ثنا أَبُو الطَّيِّبِ أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الْمِصْرِيُّ ، بِدِمَشْقَ ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى الْخَشَّابُ ، بِتِنِّيسَ

، ثنا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ ، ثنا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ ، عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ

قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَمُبَارَزَةُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ لِعَمْرِو بْنِ عَبْدِ وُدٍّ يَوْمَ الْخَنْدَقِ أَفْضَلُ مِنْ أَعْمَالِ أُمَّتِي إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

بہزم بن حکیم نے اپنے دادا (معاویة بن حیدہ صحابی) سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا کہ روز خندق علی بن ابی طالب کا عمر بن عبد ود سے جنگ کرنا روز قیامت تک میری امت کے تمام اعمال سے افضل ہے۔

(المستدرك علي الصحيحين، ج 3 ، ص 34)

المستدرک

علی الصحیحین

www.KitaboSunnat.com

(4)

للامام الحافظ ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم النیسابوری

مترجم

الشیخ الحافظ ابی الفضل محمد شفیق الرحمٰن القادری الرضوی

شبیر برادرز
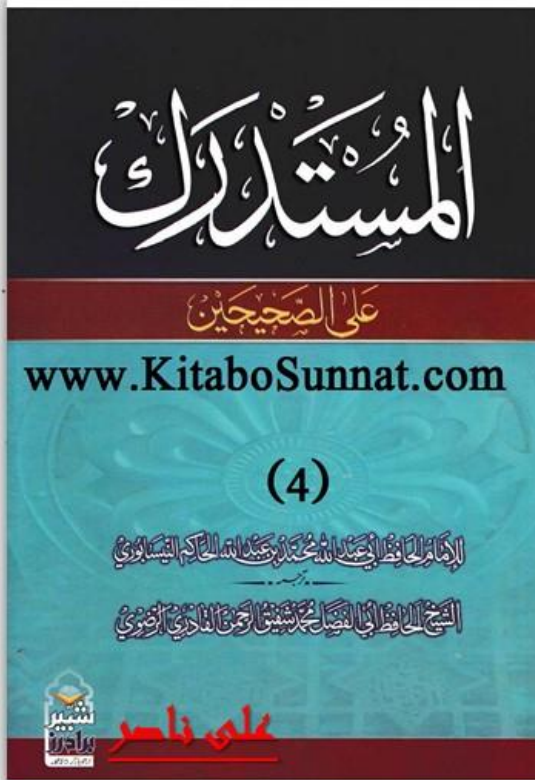
اوپر بھی ڈال دیا جو آپ خود اوڑھے ہوئے تھے۔ جب آپ علیہ السلام نماز

خبر لائے ہو؟ میں نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگ ابوسفیان کو چھ

جلائے بیٹھے ہیں۔ اللہ نے ان پر بھی اتنی سخت سردی ڈالی ہے جتنی

امید ہے، اس سے وہ لوگ محروم ہیں۔

یہ حدیث صحیح الاسناد ہے لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام

4326۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، حَدَّ

مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَم

الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَطَلَبُوا اَنْ يُوَارُوهُ، فَاَبَى رَسُوْلُ

مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ وُدٍّ قَتَلَهُ عَلِيُّ بْنُ اَبِي

هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْاِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ، وَلَهُ شَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جنگ خ

چھپادینا چاہا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کر دیا اور اس کی دیت

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو جنگ میں طلب کر کے قتل کیا۔

یہ حدیث صحیح الاسناد ہے لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام

4327۔ حَدَّثَنَا لُؤْلُؤُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُقْتَدِرِيُّ فِي قَصْرِ الْخَلِيفَةِ بِبَغْدَادَ، حَدَّثَنَا اَبُو الطَّيِّبِ اَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الْمِصْرِيُّ بِدِمَشْقَ، حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عِيسَى الْخَشَّابُ بِتِنِّيسَ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ اَبِي سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ اَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَمُبَارَزَةُ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ لِعَمْرِو بْنِ عَبْدِ وُدٍّ يَوْمَ الْخَنْدَقِ اَفْضَلُ مِنْ اَعْمَالِ اُمَّتِي اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

حضرت بہز بن حکیم اپنے والد سے، وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنگ خندق کے دن حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا عمرو بن عبدود کو جنگ کیلئے پکارنا قیامت تک میری امت کے تمام اعمال سے افضل ہے۔

4328۔ فَحَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ الشَّعْرَانِيُّ حَدَّثَنَا جَدِّيْ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قُتِلَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ وُدٍّ قَتَلَهُ عَلِيُّ بْنُ اَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِسْنَادُ هٰذَا الْمَغَازِيْ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ

ابن شہاب کہتے ہیں: خندق کے دن مشرکین میں سے عمرو بن عبدود قتل کیا گیا اور اس کو حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔

چونکہ یہ فضیلت ناصبیوں کے غم و غصہ کا باعث ہے لہذا اس کو رد کرنے کے لیے اپنی پوری کوشش صرف کر دی مگر ان کے سارے اعتراضات تار عنکبوت کی طرح کمزور نکلے ان شاء اللہ ہر ایک اعتراض کا مکمل جواب دیتے ہیں:

البانی ناصبی نے اس حدیث کو اپنی کتاب سلسلة الأحاديث الضعيفة میں جھوٹی کہا ہے۔

كذب .

أخرجه الحاكم في " المستدرك " (3 / 32) من طريق أحمد بن عيسى الخشاب بـ " تنيس " حدثنا عمرو بن أبي سلمة : حدثنا سفيان الثوري عن بهز بن حكيم , عن أبيه عن جده مرفوعا سكت عنه الحاكم و قال الذهبي في " تلخيصه " : قبح الله رافضيا افتراه .

قلت : و علته الخشاب هذا فإنه كذاب كما قال ابن طاهر و غيره و لعله سرقه من كذاب مثله , فقد أخرجه الخطيب (13 / 19) من طريق إسحاق بن بشر القرشي عن بهز به و إسحاق هذا هو الكاهلي الكوفي و هو كذاب أيضا و قد سبقت له أحاديث موضوعة

فانظر مثلا الحديث (309 و 311 و 329 و 351) من هذا الجزء

اس کو حاکم نے المستدرک میں احمد بن عیسی الخشاب سے نقل کیا ہے اور خاموشی اختیار کی ہے، اور ذہبی نے تلخیص میں کہا ہے کہ اللہ رافضی کا برا کرے جس نے یہ افترا کیا ہے۔

میں کہتا ہوں اس (کے جھوٹے ہونے کی)وجہ الخشاب ہے کیونکہ وہ جھوٹا ہے جیسے کہ ابن طاہر وغیرہ نے کہا ہے اور شاید اس نے اس کو اپنے ہی جیسے جھوٹے سے چرایا ہے جیسے کہ خطیب بغدادی نے اسحاق بن بشر قرشی سے روایت کیا ہے اور یہ اسحاق کاہلی کوفی ہے اور وہ بھی جھوٹا ہے۔

(سلسلة الأحاديث الضعيفة ج 1 ص 576)

https://al-maktaba.org/book/12762/787

اورآج کل ناصبی ، البانی کا ہی تھوکا ہوا چاٹ رہے ہیں اور یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ یہ حدیث جھوٹی ہے۔

ناصبیوں نے ذہبی کے کلام میں تحریف کر دی ہے ذہبی نے حدیث کی تضعیف نہیں کی بلکہ تصیح کی چنانچہ سیوطی نے ذہبی کا قول نقل کیا ہے:

قال الذهبى : صح

18819- لمبارزة على بن أبى طالب لعمرو بن عبد ود يوم الخندق أفضل من أعمال أمتى إلى يوم القيامة (الحاكم وتعقب عن بهز بن حكيم عن أبيه عن جده. قال الذهبى: صح)

ذہبی نے کہا صحیح ہے

(الجامع الصغير وزوائده والجامع الكبير)، ج7 ، ص 108

جامع الأحاديث - السيوطي، جلال الدين - كتابخانه مدرسه فقاهت(efatwa.ir)

مگر آج تلخیص میں یہ عبارت نہیں ملتی۔

ذہبی کی تصحیح کے بعد حدیث کی سند کی تحقیق کی ضرورت تو نہیں تھی مگر نواصب کے فرار کے تمام راستوں کو بند کئے دیتے ہیں اور ایک ایک راوی کی توثیق ائمہ اہل سنت سے ہی نقل کرتے ہیں:

1 لئولو بن عبدالله المقتدری : خطیب بغدادی نے اس کے حالات کو بیان کر کے لکھا ہے کہ

ولم أسمع أحدا من شيوخنا يذكره إلا بالجميل میں نے اپنے استادوں سے اس کے متعلق خیر کے سوا کچھ نہیں سنا

تاریخ بغداد ج 13 ص 19

http://shiaonlinelibrary.com/%D8%A7%D9%84%D9%83%D8%AA%D8%A8/3141_%D8%AA%D8%A7%D8%B1%D9%8A%D8%AE-%D8%A8%D8%BA%D8%AF%D8%A7%D8%AF-%D8%A7%D9%84%D8%AE%D8%B7%D9%8A%D8%A8-_-%D8%A7%D9%84%D8%A8%D8%BA%D8%AF%D8%A7%D8%AF%D9%8A-%D8%AC-%D9%A1%D9%A3/%D8%A7%D9%84%D8%B5%D9%81%D8%AD%D8%A9_19

2 :احمد بن ابراهيم بن عبدالوهاب :ذہبی نے اس کی توثیق کی ہے۔

86–أَحْمَد بْن إِبْرَاهِيم بْن عَبْد الوهّاب الشَّيْبانيّ الدّمشقيّ2 :أبو الطَّيب، المعروف بابن عَبَادِلَ .سمع :أبا أُمَيَّة، والعباس بن الوليد البيروتيّ، وبحر بن نصر الخولانيّ، وإبراهيم بن مُنقْذ، وخلقًا كثيرًا .روى عنه :أبو هاشم المؤدَّب، والطَّبراني، وأبو بكر بن أبي الحديد، وعبد الوهّاب الكلابيّ، وجماعة. وثِّق.

تاریخ اسلام ج 25 ص 85

https://al-maktaba.org/book/22771/8033#p8

3احمد بن عيسی کے متعلق ان شاء اللہ آخر میں تفصیل سے لکھیں گے۔

4 عمرو بن ابی سلمة:صحاح ستہ کا راوی ہے ذہبی نے اس کے متعلق لکھا ہے:

عمرو بن أبي سلمة (ع)

الإمام الحافظ الصدوق أبو حفص التنيسي

عمرو بن سلمہ امام ،حافظ سچہ، ابو حفص تنیسی

سير أعلام النبلاء ج 10 ص 213

https://islamweb.net/ar/library/index.php?page=bookcontents&ID=2292&idfrom=2429&idto=2429&flag=0&bk_no=60&ayano=0&surano=0&bookhad=0

5 سفیان الثوری : یہ سفیان بن سعید ثوری صحاح ستہ کا راوی ہے ذہبی نے اس کے متعلق لکھا ہے "

شيخ الإسلام ، إمام الحفاظ ، سيد العلماء العاملين في زمانه ،

أبو عبد الله الثوري الكوفي المجتهد

شیخ الاسلام، امام ،حافظ ،اپنے وقت میں پارسا علماء کا سردار، مجتہد

سیر اعلام النبلاء ج 7 ص 231

https://islamweb.net/ar/library/index.php?page=bookcontents&ID=1023&idfrom=0&idto=0&flag=1&bk_no=60&ayano=0&surano=0&bookhad=0

کوئی ناصبی یہ کہہ سکتا ہے کہ سفیان مدلس ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ذہبی نے اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے سفیان نے اس حدیث میں تدلیس نہیں کی ہے، ثانیا

یہ کہ ابن حجر نے سفیان کو دوسرے درجہ کا راوی تسلیم کیا ہے جن کی روایات عنعنہ کے بعد بھی قابل قبول ہے لکھتا ہے:

من احتمل الأئمة تدليسه وأخرجوا له في الصحيح لامامته وقلة تدليسه في جنب ما روى كالثوري

دوسرا درجہ ان کا ہے جن کی تدلیس کو ائمہ نے قبول کیا ہے اور ان سے صحیح میں روایات لیں ہیں ان کی امامت اور اور کم تدلیس کے سبب جیسے ثوری

طبقات المدلسين ص 12

https://al-maktaba.org/book/1186/12

6 بهز بن حكيم : بهز بن حكيم ابن معاوية بن حيدة ، الإمام المحدث أبو عبد الملك القشيري ، البصري . له عدة أحاديث عن أبيه ، عن جده ، وعن زرارة بن أوفى .

وعنه الحمادان ، ويحيى القطان ، وروح ، وأبو أسامة ، وأبو عاصم ، والأنصاري ومكي بن إبراهيم ، وعدة .

وثقه ابن معين ، وعلي ، وأبو داود ، والنسائي . وقال أبو داود أيضا : هو عندي حجة

امام ہے محدث ہے ابن معین، علی بن مدینی، ابو داؤد، و نسائی نے اس کی توثیق کی ہے اور ابو داؤد نے یہ بھی کہا کہ میرے نزدیک یہ حجت ہے۔

سير أعلام النبلاء ج 6 ص 253

https://al-maktaba.org/book/10906/4716

7 حكيم بن معاوية بن حيده : قال النسائي ليس به بأس . نسائی نے کہا اس میں کوئی مشکل نہیں

الكاشف ج 1 ص 348

عجلی نے ثقہ تابعی کہا :

تابعي ثقة .

معرفة الثقات ج1 ص 218

ابن حبان نے اس کو ثقات میں شمار کیا ہے . الثقات ج 4 ص 161

ابن حجر نے بھی صدوق کہا ہے تقريب التهذيب ج 1، 177

8 معاویہ بن حیدہ : یہ صحابی ہے ابن ابی حاتم و غیرہ نے اس کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔

له صحبة . الجرح والتعديل ج 8 ص 376

احمد بن عیسی پر بعض نے بے جا اعتراضات کئے ہیں ابن حجر نے اس پر کیا گیں جرح نقل کی ہیں لکھتا ہے :

قال ابن عَدِي: له مناكير منها: عن عَمْرو بن أبي سلمة، حَدَّثَنا مصعب بن ماهان، عن الثوري، عن ابن المنكدر، عَن جَابر رضي الله عنه مرفوعا: دخلت الجنة فإذا أكثر أهلها البله.

فهذا باطل بهذا السند.

وله، عَن عَبد الله بن يوسف، عن إسماعيل بن عياش، عن ثور، عن خالد، عن واثلة رضي الله عنه مرفوعا: الأمناء ثلاثة عند الله: جبريل وأنا ومعاوية. وهذا كذب.

وقال الدارقطني: ليس بالقوي.

وقال ابن طاهر: كذاب يضع الحديث.

وذكره ابنُ حِبَّان في الضعفاء فقال: حدثنا الحسين بن إسحاق الأصبهاني، حَدَّثَنا أحمد بن عيسى، حَدَّثَنا مصعب بن ماهان، عن الثوري، عَن أبي الزناد، عن الأعرج، عَن أبي هريرة رضي الله عنه مرفوعا: إن للقلب فرحة عند أكل اللحم وما دام الفرح بأحد إلا أشر وبطر فمرة ومرة. انتهى.

ولابن حبان في ترجمته: كان يروي المناكير عن المشاهير والمقلوبات عن الثقات لا يجوز الاحتجاج بما انفرد به.

وروى عنه مكحول البيروتي وأبو نعيم بن عَدِي والأصم وآخرون.

وقال مسلمة: كذاب حدث بأحاديث موضوعة.

وقال ابن يونس: مات سنة ثلاث وتسعين ومئتين وكان مضطرب الحديث جدا.

ابن عدی نے کہا اس کی منکر روایات ہیں،

دارقطنی نے کہا قوی نہیں

ابن طاہر نے کہا حدیثیں گڑھنے والا تھا

ابن حبان نے کہا کہ مشہور لوگوں سے منکر روایت کرنے والا تھا اور ثقات سے الٹ پلٹ کر کے روایت کرتا تھا جب وہ منفرد ہو تو اس سے احتجاج جائز نہیں۔

مسلمہ نے کہا کذاب تھا موضوع احادیث کا روایت کرنے والا تھا،

ابن یونس نے کہا بہت زیادہ مضطرب الحدیث تھا

لسان الميزان ج 1 ص568

http://shiaonlinelibrary.com/%D8%A7%D9%84%D9%83%D8%AA%D8%A8/3341_%D9%84%D8%B3%D8%A7%D9%86-%D8%A7%D9%84%D9%85%D9%8A%D8%B2%D8%A7%D9%86-%D8%A7%D8%A8%D9%86-%D8%AD%D8%AC%D8%B1-%D8%AC-%D9%A1/%D8%A7%D9%84%D8%B5%D9%81%D8%AD%D8%A9_241#top

جواب ابن عدی نے جو اس کی مناکیر کا ذکر کیا تو یہ کوی ایسی جرح نہیں جس کے سبب راوی کی تمام احادیث رد کر دی جائیں چنانچہ ذہبی لکھتا ہے کہ **ما كل من روي المناكير يضعّف**، ہر منکر مناکریر روایت کرنے والے کی تضعیف نہیں ہوگی۔

ميزان الاعتدال في نقد الرجال ، ج 1 ، ص 259 ،

http://shiaonlinelibrary.com/%D8%A7%D9%84%D9%83%D8%AA%D8%A8/3306_%D9%85%D9%8A%D8%B2%D8%A7%D9%86-%D8%A7%D9%84%D8%A7%D8%B9%D8%AA%D8%AF%D8%A7%D9%84-%D8%A7%D9%84%D8%B0%D9%87%D8%A8%D9%8A-%D8%AC-%D9%A1/%D8%A7%D9%84%D8%B5%D9%81%D8%AD%D8%A9_119

ابن حجر لکھتا ہے:

فلو كان كل من روي شيئاً منكراً استحق أن يذكر في الضعفاء، لما سلم من المحدثين أحد

اگر ہر ایک منکر روایت کرنے والے کو اگر ضعفا میں ذکر کریں تو ایک بھی محدث باقی نہیں بچے گا۔

لسان الميزان ، ج 2 ، ص 307

http://shiaonlinelibrary.com/%D8%A7%D9%84%D9%83%D8%AA%D8%A8/3342_%D9%84%D8%B3%D8%A7%D9%86-%D8%A7%D9%84%D9%85%D9%8A%D8%B2%D8%A7%D9%86-%D8%A7%D8%A8%D9%86-%D8%AD%D8%AC%D8%B1-%D8%AC-%D9%A2/%D8%A7%D9%84%D8%B5%D9%81%D8%AD%D8%A9_308

شمس الدین سخاوی کا بیان ہے کہ :

وقد يطلق ذلك منكر الحديث علي الثقة إذا روي المناكير عن الضعفاء

منکر الحدیث کا لقب اس ثقہ راوی کے لیے استعمال ہوتا ہے جو ضعفا سے منکر روایات کرتا ہے

فتح المغيث شرح ألفية الحديث ، ج 1 ، ص 373

http://islamport.com/w/mst/Web/3085/371.htm

بلکہ خود بخاری نے بھی ایسے راویوں سے روایت لی ہے جن کو ائمہ اہل سنت نے منکر الحدیث کہا ہے:

ذہبی لکھتا ہے:

خالد بن مخلد القطواني من شيوخ البخاري . صدوق إن شاء الله . قال أحمد بن حنبل : له أحاديث مناكير . وقال ابن سعد : منكر الحديث مفرط التشيع . وذكره

ابن عدي في الكامل فَساقَ له عشرة أحاديث منكرة . وقال الجوزجاني : كان شتّاماً معلناً بسوء مذهبه . وقال أبو حاتم : يكتب حديثه ولا يحتج به

خلد بن مخلد القطوانی بخاری کے شیوخ میں سے ہے ان شاءاللہ سچا ہے، احمد بن حنبل نے کہا اس کی احادیث منکر ہیں، ابن سعد نے کہا منکر الحدیث اور افراطی شیعہ تھا، ابن عدی نے اس کی دس منکر حدیث کا ذکر کیا، جوزجانی نے کہا بڑا گالیاں دینے والا گندے مذہب کو عام کرنے والا تھا، ابو حاتم نے کہا اس کی حدیث لکھی جائیں گی مگر احتجاج نہیں ہوگا۔

المغني في الضعفاء ، ج 1 ، ص 206 ،

http://www.shamela.ws الإصدار : 1 المغني في الضعفاء

1879 – وخالِد بن مُحَمَّد بن زُهَيْر عَن الْحسن بن عَليّ مَجْهُولَانِ

1880 – خَالِد بن مُحَمَّد عَن عَليّ بن الْحُسَيْن الْعلوِي

قَالَ البُخَارِيّ مُنكر الحَدِيث وَله عَن النَّضر بن أنس

1881 – خ م

خَالِد بن مخلد الْقَطوَانِي من شُيُوخ البُخَارِيّ

صَدُوق إِن شَاءَ الله قَالَ أَحْمد بن حَنْبَل لَهُ أَحَادِيث مَنَاكِير وَقَالَ ابْن سعد مُنكر الحَدِيث مفرط التَّشَيُّع وَذكره ابْن عدي فِي الْكَامِل فساق لَهُ عشرَة أَحَادِيث مُنكرَة وَقَالَ الْجوزجَانِي كَانَ شتاما مُعْلنا بِسوء مذْهبه وَقَالَ أَبُو حَاتِم يكْتب حَدِيثه وَلَا يحْتَج بِهِ

1882 – خَالِد بن المستنير عَن مَيْمُون مَجْهُول

1883 – خَالِد بن مقدوح وَقيل ابْن مجدوح

عَن أنس مَتْرُوك الحَدِيث

1884 – ع

خَالِد بن مهْرَان الْحذاء

ثِقَة جبل وَالْعجب من أبي حَاتِم يَقُول لَا احْتج بحَديثه

إخفاء التشكيل 1876 206 1

- دوسری جرح دارقطنی کی ہے کہ وہ قوی نہیں یہ بھی کوئی ایسی جرح نہیں جس کے سبب راوی کی احادیث رد کر دی جائیں بخاری و مسلم کے کتنے ہی راویوں کو علماء اہل سنت نے قوی نہیں کہا ہے۔
- ابن طاہر کی جرح کا جواب یہ ہے کہ وہ خود ائمہ اہل سنت کے نزدیک مجروح ہے چنانچہ ابن حجر لکھتا ہے :

محمد بن طاهر المقدسي الحافظ ليس بالقوي فإنه له أوهام كثيرة في تواليفه وقال ابن ناصر كان لحنة وكان يصحف وقال ابن عساكر جمع أطراف الكتب الستة فرأيته يخطئ وقد أخطأ فيه في مواضع خطاءا فاحشا

محمد بن طاہر مقدسی قوی نہیں ہے اس کی کتابوں میں بہت زیادہ وہم پایا جاتا ہے، ابن ناصر نے کہا وہ بہت زیادہ غلطیاں کرنے والا اور لکھنے میں ایسی غلطیاں کرتا کہ معنی بدل جاتا ابن عساکر نے کہا اس نے کتب ستہ کے اطراف کو جمع کیا اور اس میں فاحشا غلطیاں ہیں۔

لسان الميزان ج 5 ص 207

http://shiaonlinelibrary.com/%D8%A7%D9%84%D9%83%D8%AA%D8%A8/3345_%D9%84%D8%B3%D8%A7%D9%86-%D8%A7%D9%84%D9%85%D9%8A%D8%B2%D8%A7%D9%86-%D8%A7%D8%A8%D9%86-%D8%AD%D8%AC%D8%B1-%D8%AC-

%D9%A5/%D8%A7%D9%84%D8%B5%D9%81%D8%AD%D8%A
9_207

نیز لکھتا ہے :

قال الدقاق في رسالته كان ابن طاهر صوفيا ملامتيا له أدنى معرفة بالحديث في باب السماع وذكر لي عنه حديث الإباحة اسأل الله ان يعافينا منها وممن يقول بها من الصوفية . وقال ابن ناصر محمد بن طاهر لا يحتج به خلف كتابا في جواز النظر إلى المرد وكان يذهب مذهب الإباحة

دقاق نے اپنے رسالہ میں کہا ہے وہ ملامتی تھا اور اس کو سماع کے متعلق بہت کم احادیث کا علم تھا اور مجھ سے اس کے (حرام چیزوں) کے حلال کرنے کا ذکر کیا گیا، اللہ سے اور اس جیسے صوفیوں کے کلام سے عافیت طلب کرتے ہیں، ابن ناصر نے کہا: اس سے احتجاج نہیں ہوگا اس نے نوجوان لڑکوں کو (شہوت) سے دیکھنے کے حلال ہونے کے متعلق کتاب لکھی اور اس کا مذہب اباحہ گری تھا (محرمات کو حلال ماننا)۔

لسان المیزان ج 5 ص210

http://shiaonlinelibrary.com/%D8%A7%D9%84%D9%83%D8%AA%D8%A8/3345_%D9%84%D8%B3%D8%A7%D9%86-%D8%A7%D9%84%D9%85%D9%8A%D8%B2%D8%A7%D9%86-

%D8%A7%D8%A8%D9%86-%D8%AD%D8%AC%D8%B1-%D8%AC-%D9%A5/%D8%A7%D9%84%D8%B5%D9%81%D8%AD%D8%A9_210#top

جو خود اس قسم کے عیبوں میں مبتلا ہو اللہ سبحانہ تعالی کی حدود کو پامال کرتا ہو، گناہان کبیرہ کو نہ فقط جائز قرار دیتا ہو بلکہ ان کے جواز پر کتابیں بھی لکھتا ہو کیا وہ بد بخت اس لائق ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی احادیث کے متعلق اس کے کلام کو حجت تسلیم کیا جائے

ہم نے اس کے عیبوں کو بہت اختصار سے لکھا وگرنہ ائمہ اہل سنت نے اس دشمن خدا کی بری عادتوں کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

تو جو خود مجروح ہو اس کی تضعیف کا کیا اعتبار۔

- ابن حبان کی جرح کا یہ جواب ہے کہ وہ جرح کرنے میں بہت متشدد ہے کتنے ہی ائمہ اہل سنت پر سخت جرح کی ہیں اس کے ثقہ راویوں پر سخت کلام کے سبب علماء اہل سنت نے اسے متشدد شمار کیا ہے۔

ذہبی نے أفلح بن سعید جو مسلم کا راوی ہے اور جس کی توثیق علماء اہل سنت نے کی ہے مگر ابن حبان نے اس پر سخت جرح کی ہے کہ حالات نقل کرکے ابن حبان کے قول کو اس کے متعلق نقل کر کے رد کرتا ہے:

وقال ابن حبان: يروى عن الثقات الموضوعات.

لا يحل الاحتجاج به ولا الرواية عنه بحال.

قلت: ابن حبان ربما قصب الثقة حتى كأنه لا يدري ما يخرج من رأسه.

ابن حبان نے کہا کہ وہ ثقات سے جھوٹی روایات روایت کرتا ہے تو اس سے احتجاج جائز نہیں اور ناہی روایت کرنا جائز ہے۔

میں (ذہبی) کہتا ہوں کہ وہ ثقہ راویوں پر بھی جرح کرجاتا ہے اور نہیں دیکھتا کہ کیا کہہ رہا ہے۔

میزان الاعتدال ج1 ص274

http://shiaonlinelibrary.com/%D8%A7%D9%84%D9%83%D8%AA%D8%A8/3306_%D9%85%D9%8A%D8%B2%D8%A7%D9%86-%D8%A7%D9%84%D8%A7%D8%B9%D8%AA%D8%AF%D8%A7%D9%84-%D8%A7%D9%84%D8%B0%D9%87%D8%A8%D9%8A-%D8%AC-%D9%A1/%D8%A7%D9%84%D8%B5%D9%81%D8%AD%D8%A9_275

اس طرح مسلم کے ایک اور راوی سوید بن عمرو الكلبي، أبو الوليد، کوفی کے متعلق ابن حبان کی بے جا جرح کو نقل کر کے رد کرتا ہے:

فأسرف واجترأ فقال: كان يقلب الأسانيد، ويضع على الأسانيد الصحاح المتون الواهية.

ابن حبان نے بہت زیادتی کی ہے اور بڑی جسارت کی ہے جو یہ کہا کہ وہ اسناد میں ہیرا پھیری کرنے والا اور صحیح اسناد پر واہی متن گڑھنے والا تھا۔

میزان الاعتدال ج2 ص253

http://shiaonlinelibrary.com/%D8%A7%D9%84%D9%83%D8%AA%D8%A8/3307_%D9%85%D9%8A%D8%B2%D8%A7%D9%86-%D8%A7%D9%84%D8%A7%D8%B9%D8%AA%D8%AF%D8%A7%D9%84-%D8%A7%D9%84%D8%B0%D9%87%D8%A8%D9%8A-%D8%AC-%D9%A2/%D8%A7%D9%84%D8%B5%D9%81%D8%AD%D8%A9_253

اسی طرح **عثمان بن عبد الرحمن الطرائفي المؤدب** کے بارے میں لکھتا ہے : **وأما ابن حبان فإنه يقعقع كعادته، فقال فيه: يروي عن قوم ضعاف أشياء يدلسها عن الثقات، حتى إذا سمعها المستمع لم يشك في وضعها۔**

ابن حبان نے اپنی عادت کے مطابق بے جا جرح کی ہے کہتا ہے کہ وہ ضعیف لوگوں سے چیزیں نقل کر کے ان کو ثقات سے تدلیس کرتا تھا جن میں کوئی شک نہیں کہ اس نے انھیں گڑھا ہے۔

میزان الاعتدال ج 3 ص45

http://shiaonlinelibrary.com/%D8%A7%D9%84%D9%83%D8%AA%D8%A8/3308_%D9%85%D9%8A%D8%B2%D8%A7%D9%86-%D8%A7%D9%84%D8%A7%D8%B9%D8%AA%D8%AF%D8%A7%D9%84-%D8%A7%D9%84%D8%B0%D9%87%D8%A8%D9%8A-%D8%AC-%D9%A3/%D8%A7%D9%84%D8%B5%D9%81%D8%AD%D8%A9_44

لہذا یہاں بھی ابن حبان ایسی بے تکی جرح کرنے میں منفرد ہے پس اس کی جرح بھی مردود ہوئی مسلمہ کی جرح بھی مردود ہے وہ اس لائق نہیں کہ اس کے کلام کو کسی کے متعلق تسلیم کیا جائے ، اس پر علماء اہل سنت نے سخت جرح کی ہے ذہبی نے اس کے متعلق کہا کہ لم یکن بثقة ہرگز سچہ نہیں تھا۔پھر محمد بن أحمد بن يحيى بن مفرج کا قول نقل کیا ہے کہ : لم يكن كذابا ، بل كان ضعيف العقل ، قال : وحفظ عليه كلام سوء في التشبيه کہ کذاب نہیں تھا مگر کمزور عقل والا اور اللہ سبحانہ تعالی کے متعلق برا کلام کرنے والا تھا تشبیہ کے متعلق

سير أعلام النبلاء ج 20 ص163

https://al-maktaba.org/book/10906/10231

ابن یونس کے قول کو ابن حجر نے کہاں سے نقل کیا اس کا کوئی ذکر نہیں کیا پس یہ قول ابن یونس سے تب ثابت ہوگا جب سلسلہ مشخص ہو۔

یہ وہ جروحات تھیں جو سب مردود واقع ہوئیں۔

احمد بن عیسی کی توثیق کے لیے یہی کافی ہے کہ اہل سنت کے دو جلیل القدر امام، ابن خزیمہ و ابو عوانہ اس کے شاگرد ہیں اور دونوں نے اپنی اپنی صحیح میں اس سے حلال و حرام کے متعلق روایات لیں ہیں۔

حدثنا أحمد بن عيسى بن زيد اللخمي التنيسي

صحيح ابن خزيمة ج1 ص146

http://shiaonlinelibrary.com/%D8%A7%D9%84%D9%83%D8%AA%D8%A8/1993_%D8%B5%D8%AD%D9%8A%D8%AD-%D8%A7%D8%A8%D9%86-%D8%AE%D8%B2%D9%8A%D9%85%D8%A9-%D8%A7%D8%A8%D9%86-%D8%AE%D8%B2%D9%8A%D9%85%D8%A9-%D8%AC-%D9%A1/%D8%A7%D9%84%D8%B5%D9%81%D8%AD%D8%A9_0?pageno=146#top

ثنا أَحْمَدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ عَلِيلٍ الْمُقْرِئُ ، وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى بْنِ يَزِيدَ اللَّخْمِيُّ التِّنِّيسِيُّ

صحيح ابن خزيمة ج 2 ص 173

http://shiaonlinelibrary.com/%D8%A7%D9%84%D9%83%D8%AA%D8%A8/1994_%D8%B5%D8%AD%D9%8A%D8%AD-%D8%A7%D8%A8%D9%86-%D8%AE%D8%B2%D9%8A%D9%85%D8%A9-%D8%A7%D8%A8%D9%86-%D8%AE%D8%B2%D9%8A%D9%85%D8%A9-%D8%AC-%D9%A2/%D8%A7%D9%84%D8%B5%D9%81%D8%AD%D8%A9_0?pageno=173#top

ثنا أحمد بن عيسى بن زيد بن عبد الجبار بن مالك اللخمي التنيسي

صحيح ابن خزيمة ج 4 ص332

http://www.shiaonlinelibrary.com/%D8%A7%D9%84%D9%83%D8%AA%D8%A8/1996_%D8%B5%D8%AD%D9%8A%D8%AD-%D8%A7%D8%A8%D9%86-%D8%AE%D8%B2%D9%8A%D9%85%D8%A9-%D8%A7%D8%A8%D9%86-%D8%AE%D8%B2%D9%8A%D9%85%D8%A9-%D8%AC-%D9%A4/%D8%A7%D9%84%D8%B5%D9%81%D8%AD%D8%A9_0?pageno=332#top

ابن خزیمہ کے متعلق ذہبی لکھتا ہے:

محمد بن إسحاق بن خزيمة بن المغيرة بن صالح بن بكر . الحافظ الحجة الفقيه ، شيخ الإسلام ، إمام الأئمة أبو بكر السلمي النيسابوري الشافعي

سير أعلام النبلاء ج 14 ص366

https://islamweb.net/ar/library/index.php?page=bookcontents&ID=2925&idfrom=0&idto=0&flag=1&bk_no=60&ayano=0&surano=0&bookhad=0

محمد بن اسحاق بن خزیمہ حافظ، حجت، فقیہ، شیخ الاسلام، اماوں کا امام۔

اس کی بزرگی کا یہ عالم تھا کہ اس کے سامنے عمر میں 30 سال بڑے بخاری و 18 سال بڑے مسلم نے زانوئے ادب طے کیے ہیں چنانچہ یہ ان دونوں کا استاد ہے ذہبی لکھتا ہے:

حدث عنه : البخاري ، ومسلم

بخاری و مسلم نے اس سے روایت کی ہیں ۔

سير أعلام النبلاء ج 14 ص366،

https://islamweb.net/ar/library/index.php?page=bookcontents&ID=2925&idfrom=0&idto=0&flag=1&bk_no=60&ayano=0&surano=0&bookhad=0

ابو عوانہ کے متعلق نیز لکھتا ہے:

الإمام الحافظ الكبير الجوال أبو عوانة ، يعقوب بن إسحاق بن إبراهيم بن يزيد النيسابوري الأصل ، الإسفراييني ، صاحب " المسند الصحيح " الذي خرجه على " صحيح مسلم

سير أعلام النبلاء ج 14 ص418

https://islamweb.net/ar/library/index.php?page=bookcontents&ID=2942&idfrom=0&idto=0&flag=1&bk_no=60&ayano=0&surano=0&bookhad=0

أمام، بہت بڑا حافظ (طلب حدیث کے لے)بہت سفر کرنے والا، یعقوب بن ابراہیم بن یزید صاحب (مسند الصحیح)

اپنی دوسری کتاب میں لکھتا ہے: الحافظ الثقة الكبيرحافظ، بہت بڑا سچہ تھا

تذكرة الحفاظ ج 3 ص779

اپنی ہی تیسری کتاب میں لکھتا ہے :وكان مع حفظه فقيهًا شافعيًا إمامًا"حافظ ہونے کے ساتھ ساتھ شافعی فقیہ اور امام تھا

العبر ج 1 ص473،

ہم نے انتہائی اختصار کے ساتھ دونوں کی توثیق کو نقل کیا اگر ان کی تعریف میں علماء کے اقوال نقل کریں تو خود ایک کتابچہ بن جائے۔

ملاحظہ فرمایا دونوں کا اہل سنت کے یہاں کیا مقام و مرتبہ ہے ذہبی کی عبارتوں میں ایک لفظ قابل غور ہے (حافظ)جو اس نے دونوں کے لے استعمال کیا لفظ حافظ سے ان دونوں کی علم جرح و تعدیل میں مہارت کا پتا چلتا ہے چنانچہ حافظ ابن حجر (حافظ)کے متعلق لکھتا ہے:

فللحافظ في عرف المحدثين شروط إذا اجتمعت في الراوي سموه حافظا.

]شروط التسمية بالحافظ[:

-1وهو الشهرة بالطلب والأخذ من أفواه الرجال لا من الصحف.

-2والمعرفة بطبقات الرواة ومراتبهم.

-3والمعرفة بالتجريح والتعديل، وتمييز الصحيح من السقيم حتى يكون ما يستحضره من ذلك أكثر مما لا يستحضره مع استحضار الكثير من المتون.

حافظ عرف محدثین میں اس شخص کو کہا جاتا ہے جس میں (یہ) شرطیں پای جاتی ہوں

1 وہ طلب حدیث میں شہرت رکھتا ہو خود راویوں سے حدیث سنتا ہو نہ کہ صفحات (کتابوں) سے نقل کرتا ہو۔

2 راویوں کے طبقات اور ان کے مراتب کا علم رکھتا ہو ۔

3 اور (راویوں کی) جرح و تعدیل اور صحیح و غیر صحیح (احادیث) کا علم رکھتا ہو۔

النكت علي كتاب ابن الصلاح ج 1 ص 268۔

ابن خزیمہ اگر بغیر کلام کئے کسی سے اپنی صحیح میں روایت نقل کرے تو وہ اس کے نزدیک ثقہ ہوتا ہے چنانچہ ابن حجر عبد الله بن عبد الرحمن الطائفي کے متعلق لکھتا ہے:

قلت صحّح بن خُزَيْمَة حَدِيثه وَمُقْتَضَاهُ أَن يكون عِنْده من الثِّقَات

میں کہتا ہوں: ابن خزیمۃ نے اس کی حدیث کی تصحیح کی ہے جو اس بات کا متقاضی ہے کہ وہ اس کے نزدیک ثقات میں سے تھا

تعجيل المنفعة 248

http://www.shiaonlinelibrary.com/%D8%A7%D9%84%D9%83%D8%AA%D8%A8/3325_%D8%AA%D8%B9%D8%AC%D9%8A%D9%84-%D8%A7%D9%84%D9%85%D9%86%D9%81%D8%B9%D8%A9-%D8%A7%D8%A8%D9%86-%D8%AD%D8%AC%D8%B1/%D8%A7%D9%84%D8%B5%D9%81%D8%AD%D8%A9_248

اسی طرح ذہبی بھی اس کی تصیح کو قبول کرتا ہے لکھتا ہے:

وإن صَحَّح له مثلُ الترمذيِّ وابنِ خزيمة، فجيِّدٌ أيضاً. وإن صَحَّحَ له كالدارقطنيِّ والحاكم، فأقلُّ أحوالهِ: حُسْنُ حديثه.

اگر ترمذی، اور ابن خزیمہ (راوی کی) احادیث تصیح کریں تو وہ بھی اسی طرح جید ہو گی، اور اگر الدارقطنی اور الحاکم تصیح کریں تو اس کا کم سے کم حال یہ ہو گا کہ وہ حسن الحدیث ٹھہرے گا"

الموقظة في علم المصطلح 78

https://al-maktaba.org/book/8195/57

اور مستخرج کے راویوں کا بھی یہی حکم ہے چنانچہ ابن حجر لکھتا ہے:

الحكم بعدالة من أخرج له فيه؛ لأن المخرج على شرط الصحيح يلزمه أن لا يخرج إلا عن ثقة عنده .

فالرجال الذين في المستخرج ينقسمون أقساما منهم :

(أ) من ثبتت عدالته قبل هذا المخرج، فلا كلام فيهم .

[ص : 322] (ب) ومنهم من طعن فيه غير هذا المخرج فينظر في ذلك الطعن إن كان مقبولا قادحا فيقدم (وإلا فلا)

(ج) ومنهم من لا يعرف لأحد قبل هذا المخرج فيه توثيق ولا تخرج فتخريج من يشترط الصحة لهم ينقلهم من درجة من هو مستور إلى درجة من هو موثوق .

فيستفاد من ذلك صحة أحاديثهم التي يروونها بهذا الإسناد ولو لم يكن في ذلك المستخرج والله أعلم

النكت على كتاب ابن الصلاح ج 1 ص 87/86

https://al-maktaba.org/book/8316/296

ہر اس راوی کو عادل تسلیم کیا جائے گا جس سے (مستخرج) میں روایت کی گئی ہو، کیونکہ اس کی تخریج صحیح کی شرط پر ہوئی ہے تو ضروری ہے کہ اس میں فقط اسی ثقہ سے ہی روایت کی جائے (جو مصنف کے نزدیک ثقہ ہو)

پس جن راویوں سے مستخرج میں روایت لی گئی ہے ان کی اقسام ہیں:

- پہلی قسم ان کی جن کی عدالت پہلے سے ہی ثابت ہے۔

- دوسرے وہ جن کے اوپر طعن کیا گیا ہے پس دیکھا جائے گا کہ واقعا وہ طعن قابل قبول ہے اگر قابل قبول ہوا تو طعن کو (توثیق پر) مقدم کیا جائے گا وگرنہ نہیں (یعنی طعن مردود ہوگا)
- تیسرا درجہ ان راویوں کا ہے جن کی توثیق نہیں کی گئی پس ان سے مستخرج میں روایت کے سبب اور اس شرط صحت کے سبب (جو مصنف مستخرج نے لگائی ہے) وہ مستور درجہ سے موثوق بن جاتے ہیں اور اس سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ ان سے مروی وہ روایات جو صحیح ہو جاتی ہیں جو مستخرج میں نہیں ہوتیں۔

مستخرج ابو عوانہ کی اہل سنت کے یہاں بڑی اہمیت ہے چنانچہ علماء اہل سنت نے اس کتاب کو (المسند الصحيح المُخَرَّج على كتاب مسلم) یا (مختصر المسند الصحيح المؤلف على كتاب مسلم) وغیرہ ناموں سے موسوم کیا ہے بعض کے نام ملاحظہ فرمائیں:

سمعانی نے الانساب ج1 ص 143 ابن منظور نے مختصر تاريخ دمشق ج 37 ص21 ابن خلقان نے وفيات الأعيان جی 6 ص 393 نووی نے شرح مسلم ج 1 ص26 ابن تغري بردي نے النجوم الزاهرة ج 3 ص 222 ابن حجر نے فتح الباری ج 5 ص 119

خلاصہ یہ کہ احمد بن عیسی، ابن خزیمہ و ابو عوانہ دونوں کا استاد اور دونوں کے نزدیک ثقہ تھا، شاگرد سے بہتر استاد کے حالات کو کون جان سکتا ہے؟

اگر ان دلائل کے بعد بھی کوئی ناصبی اکڑا رہے تو ہم فرار کے آخری راستے کو بھی بند کیے دیتے ہیں چنانچہ اگر توثیق و تضعیف دونوں کو قبول کیا جائے تو راوی مختلف فیہ بنتا ہے اور ائمہ اہل سنت کے یہاں مختلف فیہ راوی کی حدیث کا اقل درجہ حسن ہے چنانچہ ابن حجر نے قزعة بن سوید کے متعلق لکھا ہے:

أما قزعة بن سويد واختلف فيه كلام يحيى بن معين فقال عباس الدوري عنه ضعيف وقال عثمان الدارمي عنه ثقة وقال أبو حاتم محله الصدق وليس بالمتين يكتب حديثه ولا يحتج به وقال ابن عدي له أحاديث مستقيمة وأرجو أنه لا بأس به وقال البزار لم يكن بالقوي وقد حدث عنه أهل العلم وقال العجلي لا بأس به وفيه ضعيف

فالحاصل من كلام هؤلاء الأئمة فيه أن حديثه في مرتبة الحسن

اور اس کے متعلق ابن معین کے کلام میں اختلاف ہے عباس دوری نے تو اس سے ضعیف ہونا روایت کیا ہے اور دارمی نے سچہ ہونا، ابن حاتم نے کہا سچہ ہے مگر قوی نہیں ہے اس کی حدیث لکھی جائے گی مگر اس سے احتجاج نہیں ہوگا، ابن عدی نے کہا اس کی احادیث مستقیم ہیں اور میں امیدوار ہوں کہ اس میں کوی مشکل نہیں ہے، بزار نے کہا قوی نہیں ہے اور اس سے اہل علم نے روایت کی ہے، عجلی نے کہا اس میں کوی مشکل نہیں ہے اور اس میں ضعف ہے،

ان تمام ائمہ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کی حدیث حسن مرتبہ کی ہے۔

القول المسدد في الذب عن المسند للإمام أحمد ص 30

https://al-maktaba.org/book/6035/29

پس ایسے افراد کے نزدیک حدیث کا کمترین درجہ حسن ہوگا اور حسن احتجاج میں صحیح کے جیسی ہے۔